

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

التَّوْحِيدُ .. قَبْلَ الْأَمْنِ وَالْأَمَانِ

سب سے پہلے

توحید باری تعالیٰ

عبد المنعم مصطفیٰ حلیمہ

ابو بصیر طرطوسی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سب سے پہلے

توحید باری تعالیٰ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا بنى بعده! اما بعد

جب بھی مومنوں کا کوئی گروہ امت مسلمہ کا کھویا ہوا وقار اور چھینے گئے حقوق واپس لوٹانے کے لئے کافرو ظالم طاغوت اور اس کے پروردہ نظام کے خلاف اٹھ کھڑا ہوتا ہے تاکہ امت مسلمہ کے گلے میں پڑا طوق غلامی اور ظلم کی چکی سے اسے نکال لیا جائے تو ایسے زرخیز طاغوت کے غلاموں اور وفاداروں کی آوازیں کانوں سے نکراتی ہیں جن میں بد قسمتی سے ایسے لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں جو اپنے تئیں داعی الی الخیر کا گمان رکھتے ہیں اور امن و امان کے قیام اور اس کے نتیجے میں ملکوں اور شہروں میں سکون اور خوشحالی کے قیام کا خواب دکھلا کر طاغوتی اور کفریہ نظام کے خلاف لڑنے والوں سے لوگوں کو بدظن کرتے ہیں۔

جب بھی کبھی کفر و طاغوت کے زیر انتظام قابض علاقوں میں طاغوت کے انکار اس کے انخلاء اور اس کی فوج، قانون اور نظام کے خلاف لڑنے والے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، زرخیز علماء و دعاۃ جو کہ طاغوت کے زیر سایہ پروان چڑھے ہوتے ہیں امن و امان کے قیام کے واویلے کی آڑ میں کفر کے ہاتھ مضبوط کرنا شروع کر دیتے ہیں اور طاغوت کے خلاف لڑنے کو ملکوں میں بد امنی اور فتنہ پروری سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اپنے طور و اطوار سے عوام پر اپنی شفقت اور خیر خواہی کی دھاک جماتے ہوئے انہیں میٹھی نیند سلانے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسری طرف اہل ایمان

موحدین کو اپنے ملکوں میں موجود امن و سکون کا دشمن ظاہر کرتے ہیں۔

حالانکہ انہیں عوام سے محبت اور ان کے مطالبات سے کوئی سروکار نہیں ہوتا بلکہ کفر یہ طاغوتی تخت و سلطنت کی حمایت و نصرت کے لئے یہ ڈھونگ رچایا جاتا ہے اور مالی منفعت عہدہ و کرسی کی لالچ میں یہ ساری کار فرمائی کی جاتی ہے جو کہ ان کافر حکمرانوں کی طرف سے انہیں پیش کی جاتی ہیں۔

امن و امان کی دھائی دینے والے داعی حضرات سے ہم کہتے ہیں کہ امن و امان کا دین اسلام سے بہت گہرا تعلق ہے بلکہ یہ شریعت میں مطلوب و مقصود ہے لیکن تمام شرعی مقاصد و مطالب اور امن و امان سے پہلے شریعت میں توحید باری تعالیٰ اہم ترین مقصود و مطلوب ہے۔ اسی میں دین اسلام اور صاحب ایمان کی سلامتی ہے، تمام امور سے قبل توحید باری تعالیٰ، اس کے مقاصد و مطالب اور اس کی حفاظت مقدم اور اہم ہے، اس پر کتاب و سنت کے واضح دلائل ہیں، اور توحید باری تعالیٰ کی اولیت پر علماء امت کا اجماع ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد بھی توحید ہے اور اسی توحید کی خاطر قتل اور خونریزی جیسے بظاہر ناگوار کام کو شریعت مطاہرہ نے مشروع قرار دیا ہے۔ یہی توحید اللہ کی راہ میں ہجرت کراتی ہے حالانکہ ہجرت سے اعزاء و اقارب، وطن اور خاندان مع مال و زر چھوٹ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی توحید اہل ایمان کے نزدیک سے سب سے بڑی متاع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں ارشاد فرمایا ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ

مَسْكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ
فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ.

”اے پیغمبران سے کہہ دیجئے: اگر تمہارے آباء واجداد اور تمہاری اولاد اور بھائی اور بیویاں اور تمہارے خاندان والے اور تمہارے اموال جن سے تمہیں بڑی محبت ہے اور تجارت جس میں نقصان سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جن سے تمہیں پیار ہے (یہاں تک کی آیت امن وامان کی مثال ہے) تمہیں اللہ اور اس کے رسولؐ سے اور اللہ کی راہ میں لڑنے سے زیادہ محبوب ہے (آیت کا یہ ٹکڑا عقیدہ الولاء والبراء یعنی اللہ کی خاطر دوستی اور دشمنی اور پختگی توحید کی مثال ہے) تو پس انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ کا امر (فیصلہ) آجائے۔ اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ (التوبہ: ۲۴)

یعنی اگر اوپر بیان کردہ عمل نہ کیا تو پھر ایک تکلیف دہ انجام ہے۔ اس کی وجہ سے بندہ فاسق کہلاتا ہے، اُسے ہدایت نہیں ملتی یہاں تک کہ وہ کافر ہو کر دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا آمَوَ الْكُفْرُ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ جان رکھو تمہارے اموال و اولاد (یہ امن وامان کی علامات ہے اور اس کا مادہ یعنی سبب ”فتنہ“ ہے) کیونکہ یہ اللہ کی راہ میں لڑنے اور خرچ کرنے سے روکتے ہیں اور عقیدہ توحید کے تقاضوں کو پورا کرنے سے مانع ہیں (الا ما شاء الله ومن رحم ربي) ﴿وَأَنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ اور بے شک اللہ کے پاس اجر عظیم محفوظ ہے۔ (الانفال: ۲۸) (یعنی اس کے لیے جو عقیدہ توحید اور اس کے تقاضوں کو مال و اولاد پر مقدم رکھتا ہو)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورہ تغابن میں ارشاد فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَرْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ﴾ ”اے ایمان والوں بے شک تمہاری بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہیں (یعنی

اس صورت میں جبکہ یہ تمہیں بخل اور مال کی محبت پر آمادہ کریں اور عقیدہ توحید کے تقاضوں اور جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ اور اہل ایمان کی نصرت سے تمہیں روک دیں (پس تم ان سے بچتے رہو۔ (التغابن ۱۴: یعنی بیوی بچوں سے محتاط رہو جو کہ آیت مبارکہ میں امن و سکون کی رموز کے طور پر آئے ہیں، کہیں وہ تمہیں بزدلی اور پیسہ جوڑ جوڑ کر رکھنے پر مجبور نہ کر دیں اور آیت میں مذکورہ عقائد و اعمال کی ادائیگی کی راہ میں رکاوٹ بن جائیں۔ بنی اسرائیل کے جن لوگوں نے پچھڑے کی پرستش شروع کر دی تھی اور اس سے عقیدہ توحید میں بگاڑ آ گیا تھا، ان سے کہا گیا کہ وہ اپنی جانوں کو ہلاک کر کے اپنا کفارہ دیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖ يُقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوْا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ط فَتَابَ عَلٰيكُمْ ط اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ. (البقرہ)

(جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا) تم نے مجھڑے کی پوجا کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اب اپنے رب کے حضور توبہ کرو اور اپنی قوم (کے گاؤں پرستوں) کو قتل کر ڈالو یہ تمہارے رب کے نزدیک بہتر ہے اور وہ تمہاری توبہ قبول کر لے گا بے شک وہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ حکم کہ، اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا تھا۔ پس جو لوگ مجھڑے کی پوجا کے مرتکب ہوئے تھے وہ اپنے اپنے ٹھکانوں میں چھپ گئے اور جنہوں نے یہ جرم نہیں کیا تھا وہ اپنے ہاتھوں میں ہتھیار لے کر اپنی قوم اور برادری کے گاؤں پرستوں کو قتل کرنے کے لیے نکل پڑے۔ خوب خون ریزی ہوئی اس دن ستر ہزار

افراد قتل کیے گئے، اس کے بعد گھپ اندھیرا چھا گیا جب اندھیرا اچھا تو قتل ہونے والے اور بچ جانے والے دونوں کی توبہ کو شرف قبولیت بخشا گیا۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ اور مجاہد رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: بنی اسرائیل نے خنجر ہاتھوں میں لیے اور ایک دوسرے کو خوب قتل کیا جس کے نتیجے میں ستر ہزار لوگ مارے گئے۔

میں کہتا ہوں: ہمارے زمانے میں کتنے ہی طواغیت بچھڑے کی مانند اپنی پوجا اور پرستش کرواتے ہیں اس طرح وہ توحید الوہیت و ربوبیت میں شریک بنے ہوئے ہیں۔ بنا بریں امت پر لازم ہے کہ ان کی پلیدی اور پوجا پاٹ سے دنیا کو پاک کر دیں چاہے اس راہ میں قربانیاں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑے۔ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بیع عینہ (سودی تجارت) کرنے لگو گے اور بیلوں کی دموں کو تھام کر کھیبتی باڑی میں مشغول ہو جاؤ گے (بظاہر یہ امور امن و سکون سے متعلق ہیں) اور جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کر دو گے (حالانکہ جہاد توحید اور عقیدہ ولاء کا شعار ہے۔ جب اسے چھوڑ دیا تو پھر لازم ہے کہ ہم اس بات کا انتظار کریں کہ) اللہ تعالیٰ ہم پر ذلت مسلط کر دے گا جو کہ اس وقت تک رہے گی جب تک لوگ اپنے دین کی طرف نہ لوٹ آئیں۔ (یعنی جب عقیدہ توحید اور جہاد فی سبیل اللہ کو تمام مقاصد و مصالح سے مقدم نہ جانے لگیں)

ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح یہ امن و سکون کی دھائی دینے والے طاغوت کے انکار کو فتنے سے تعبیر کرتے ہیں جبکہ تمام فتنوں سے بڑھ کر یہ فتنہ ہے کہ ظالم طاغوت کے قوانین و نظام پر راضی برضا و رغبت رہنا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ فَإِنَّ

انْتَهُوا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ (الانفال: ۳۴)

”ان کافروں سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کے

لیے (خالص) ہو جائے پس وہ (کافر) اگر باز آجائیں تو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے باخبر ہے۔“

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿الْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ فتنہ قتل سے بڑھ کر ہے (البقرہ: ۲۱۷) ”وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ“ فتنہ قتل سے اکبر ہے۔ (البقرہ: ۲۱۷) یعنی طاغوت پر ایمان لانے کا فتنہ اور اس کے کفریہ و شرکیہ قوانین کا رائج ہو جانا قتل و غارت گری سے بڑھ کر باعث تکلیف و شدید تر ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصِرُونَ﴾ (ہود: ۱۱۳)

جن لوگوں نے ظلم (شرک و طاغوت پرستی) کیا ہے ان کی طرف مائل نہ ہونا و گرنہ جہنم کا عذاب آپہنچے گا اور تمہارا اللہ کے مقابلے میں کوئی مددگار نہ ہوگا اور پھر تم نہ ہی کامیابی حاصل کر سکو گے۔

یہاں مائل ہونے سے مراد طاغوت کے قوانین و دستور اور ان کے نظام سیاست پر راضی ہونا اور ان کے خلاف جہاد ترک کرنا ہے۔

رسول کی مخالفت میں چلنے والوں کے متعلق اللہ فرماتا ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور: ۶۳)

پس ان لوگوں کو ڈر جانا چاہیے جو پیغمبر کے حکم سے مخالفت اختیار کرتے ہیں، کہیں انہیں دردناک عذاب نہ آگھرے یا وہ کسی ”فتنہ“ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں سے جہاد بھی ہے جسے ترک کرنے پر فتنے میں مبتلا ہونے اور عذاب شدید میں گرفتار ہونے کی وعید ہے۔

کافر حکمرانوں (جن کفریہ اعمال ظاہر ہوں) کے خلاف خروج جائز ہے جیسا کہ صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ”ہاں اگر تم حکمرانوں میں واضح کفر دیکھو جس پر تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل و برہان ہو“۔ یعنی جب کتاب و سنت کی رو سے کسی حاکم کا کافر ہونا ثابت ہو جائے تو اس کے خلاف خروج و قتال جائز ہے اور اس پر تمام اہل علم کا بلا اختلاف اجماع ہے کیونکہ ایسے حکمرانوں کا اپنے کفریہ قوانین پر اصرار کرنا امت کے لیے ان کے خلاف خروج و قتال سے زیادہ بڑا فتنہ ہے چاہے اس راہ میں قربانیاں ہی کیوں نہ پیش کرنا پڑیں۔

ذرا غور کیجئے اگر آپ چاہتے ہیں ظلم و ستم، ذلت و رسوائی جہالت و فساد اور مشکلات کے بوجھ تلے دبنے کا خوف بندوں کو اگر اس بات پر آمادہ کر دے کہ وہ اپنے دین و عزت، مال و اسباب کو محفوظ بنانے کے لیے طاغوت کے ظلم و کفر کے خلاف نہ اٹھیں اور دلیل یہ دیں کہ ہم فتنہ و فساد سے بچنے کے لیے ایسا کرتے ہیں تو یہ محض گمان باطل ہی ہے۔ اس سے بڑھ کر کون سا فتنہ ہے جس سے ہم بچنا چاہتے ہیں جو کہ اس زمانے میں طاغوت کی جانب میلان کی وجہ سے امت مسلمہ میں موجود نہیں سوائے امت کے توحید پرست بندوں کے جن پر ہمارے رب کا خاص کرم ہے۔

کہاں ہیں وہ امن امان جس کا طاغوت و کفر کے زیر سایہ پلنے والے نام نہاد مصلحین دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ ان کے اس نظام میں نوجوانوں کی آزادی و سکون سلب کر کے انہیں دین و عقیدے پر عمل سے روکا جا رہا ہے۔

کہاں ہے وہ امن امان جس کا طاغوت و کفر کے زیر سایہ پروان چڑھنے والے نام نہاد مصلحین دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ ان کے دور حکومت میں کفر و طاغوت کے سامنے کلمہ حق کہنے کی ذرا

برابر اجازت نہیں کیونکہ جاننے کے باوجود محض ظلم و زیادتی کے خوف سے نوجوان اس کی جرات نہیں کرتے کیا یہی امن امان ہے؟

کہاں ہے امن و سکون جس کا دعویٰ کفر و طاغوت کے پروردہ کرتے ہیں حالانکہ بڑی تعداد ان نوجوانوں کی ان طاغوتی غنڈوں اور ظالم پولیس کی گرفت سے بچنے کے لیے حج و عمرہ، حرمین اور مقامات مقدسہ کی زیارت نہیں کر سکتے، کم از کم یہ مقامات امن و سکون کا گہوارہ ہوتے۔

کہاں ہے وہ امن جس کے یہ نادان لوگ دعویدار ہیں۔ ان کے جلا صرف اثبات کی صورت میں تو جان چھوڑتے ہیں اگر ایک مرتبہ بھی ان کے مطالبات تسلیم نہ کیے جائیں تو قید و بند کا حکم ہوتا ہے یا پھر اسے ملک بدر کر دیا جاتا ہے۔

کہاں ہیں امن و امان اور کفر و طاغوت کی تائید کرنے والے دھوکے باز خدار حالانکہ ان کے دعوؤں کے باوجود ہزاروں بے گناہ مخلص و دیندار نوجوان امت ان کی جیلوں اور قید خانوں میں عرصہ دراز سے قید ہیں، اور اس کا ثبوت خود سعودی عرب کے اخبارات اور رسائل ہیں۔ ”الجمیعة الوطنیہ لحقوق الانسان فی السعودیة“ کی رپورٹ کے مطابق سعودی عرب کی جیلیں باوجود وسیع و عریض ہونے کے قیدیوں کی کثرت کی وجہ سے ناکافی پڑ گئی ہیں۔ اب وہاں سرکاری عمارتوں کو بطور جیل خانوں کے استعمال کیا جا رہا ہے۔ (کیونکہ سعودی عرب میں بھی پاکستان اور دیگر مسلمان ملکوں کی طرح طاغوتی حکمرانوں کی بالادستی ہے)۔

کیا مومن تو حید پرستوں کو ظلم کی بھیینٹ چڑھانا اور بلا جرم قید کرنا ہی امن و امان ہے۔ امن و آتش کی مرکز حرمین شریفین کا یہ حال ہے، شام، مصر، تونس، الجزائر، لیبیا و عراق اور پاکستان کے قید خانوں کا کیا ہی تذکرہ کیا جائے جہاں طاغوت و استبدادی نظام کے ہاتھوں اس سے زیادہ تعداد میں اہل ایمان نوجوانوں کو قید میں رکھا گیا ہے۔

اے لوگو! اے اس امت کے غیور نو جوانو، اے میرے دلیرو!

تم جہاں کہیں بھی ہوسن لو، یہ نہ کہنا کہ ہمیں علم نہ تھا یا ہمیں نصیحت اور حق بات بتانے والا کوئی نہ تھا۔ میں اپنا قرض اتارتے ہوئے اپنی ذمہ داری سے عہدہ براں ہوتا ہوں تاکہ تم اپنے رب کے پاس کوئی دلیل و عذر لے کر کوئی بہانہ پیش نہ کر سکو میں علی الاعلان تمہیں یہ پیغام اور ڈراؤ تمہیں سناتا ہوں اور حقیقت حال اور نصیحت جو سخت ترین کڑوا سچ ہے تمہیں پھر سے یاد دلاتا ہوں۔ میں طاغوت کے ظلم و ستم کو باعث نجات تصور کرتے ہوئے ایک شفیق نا صَح کی حیثیت سے یہ فتویٰ دیتا ہوں کہ اگر تم یہ چاہتے ہو تم پر ذلت و خواری کے گھنے اور طویل سائے ہٹ جائیں، تمہیں عزت اور اکرام، دین و ملت کا وقار پھر سے مل جائے، تمہاری کھوئی ہوئی عزت بحال ہو جائے۔۔۔۔۔ مسلمانوں کی عظمت رفتہ لوٹ آئے تو پھر۔۔۔۔۔ سب سے پہلے مسلمانوں کے ممالک میں قائم کافر اور طاغوت کے نظام کے مطابق حکومتوں سے آزادی حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کا آغاز کردو اور ہر انجام کے لیے تیار ہو جاؤ۔۔۔۔۔ جو اس صورت حال کے نتیجے میں پیش آئے۔ جس طرح وہ مسلمانوں کے حقوق و اہداف کے حصول میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں تم بھی انہیں تہس نہس کر دو۔۔۔۔۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو پھر۔۔۔۔۔ انتظار کرو کہ تم پر مزید ذلت و خطرات، فقر و فاقہ، نقصان و خسران، دربدری، ظلم و ستم مسلط ہو جائیں۔ اپنی جانوں کو مزید پریشانیوں تکلیفوں اور بوجھ اٹھانے کے لیے تیار کر لو۔۔۔۔۔ وہ جانیں جو ان جان جوکھوں میں ڈالنے والے کاموں سے کتراتے ہیں اور طاغوت اور اس کی پرشہوت و رغبت زندگی کی طرف جھکی جاتی ہیں اگر ایسا نہ کرو گے تو نقصان اٹھا کر اپنے آپ ہی کو ملامت کرو گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وَمَا أَرْبِدُ أَنْ أَخَالَفَكُمُ إِلَىٰ مَا أَنهَكُم عَنْهُ إِنِّي أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ

مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

”میں کچھ تمہاری مخالفت و ممانعت کا ارادہ نہیں رکھتا، میں تو صرف اصلاح چاہتا ہوں جتنی میری استطاعت (کے مطابق) ہو اور میری کدو کاوش اللہ ہی کے بھروسے وسہارے ہے میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اسی پر بھروسہ تو کل کرتا ہوں“۔

والحمد للہ رب العالمین

عبدالمنعم مصطفیٰ حلیمہ حفظہ اللہ تعالیٰ

ابو بصیر طرطوسی

ہماری دعوت

باطل کو اس کے عقیدے میں، اس کے نظریہ میں، اس کی حقیقت اور اس کے مظہر میں چیلنج کرنا.... باطل سے ہر سطح پر الجھنا..... غیر اللہ کی خدائی کو برسر عام للکارنا، خدا کے ساتھ اوروں کو پوجے جانے پر، خدا کے ساتھ کسی اور تعظیم و

تقدیس ہونے پر، اس کے سوا کسی اور سے دعا و التجا ہونے پر اور

خدا کے سوا کسی اور قانون چلے تو اس پر برہم ہونا، خاموش نہ رہ

سکنا، اس کو ختم کرنے کے درپے ہونا ، اس پر صبح و شام بات کرنا ،
اس کی مخالفت کو اپنی پہچان بنالینا انبیاء کا طریقہ ہے ۔
ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ
ہے ۔ فرقہ واریت، نہیں !



مسلم ورلڈ ویٹا پروسسنگ پاکستان
